مطبوعات

ہماری نظر میں : مولانا ماہر القادری مرحوم موسس ماہنامہ فاران کراچی۔ مرتب جناب طالب الہاشمی۔ مقدمہ از وارث سرہندی مرحوم۔ صفحات ۵ سو سے زائد۔ مجلد مع رنگین گرد پوش۔ ناشر عبدالرحمٰن صابر قرنی' ڈائریکٹر حسنات اکیڈمی' منصورہ' لاہور۔ قیمت ۹۵ روپے۔

وہ مخصوص عنوان جس کے تحت مولانا ماہر القادری مرحوم کتابوں پر تبصرے لکھتے تھے اسی عنوان کو کتاب کا نام بنا دیا گیا ہے۔ یہ تبصرے جامع ہوتے' کتاب کے بامعانِ نظر مطالعہ کرنے کا ثبوت دیتے' موضوعات و مسائل پر بحثوں کے ساتھ ساتھ ماہر صاحب محاسنِ علمی و ادبی کی دل کھول کر تحسین کرتے اور "دوسرا رخ" کی سرخی لگا کر علمی' تاریخی' نظریاتی اور فنی و لسانی کمزوریوں پر ایسی گرفت کرتے کہ انصاف کا حق ادا ہو جاتا' مگر بعض لوگ ان کی گرفت پر بلبلا اٹھتے بلکہ شاید زندگی کے بعد بھی وہ دل میں ٹیسیں محسوس کرتے ہوں۔ لیکن ماہر صاحب ایک جج کی طرح بڑی سنجیدگی اور غیر جانب داری سے ترازو کے دونوں پلڑوں کا پورا پورا حساب لگاتے۔ تحسین و تعریف کے امیدوار تو ان کے خلاف آگ بگولا ہو جاتے (ماہر صاحب پھر بھی ٹھنڈے رہتے) مگر حقیقت پسند حضرات اپنی کتابیں ماہر صاحب کے ہاں شوق سے بھیجتے اور پھر ان کے تبصروں کے دونوں رُخوں سے یکساں مُستفید ہوتے۔ سچی بات یہ ہے کہ زبان اور محاوروں کے معاملے میں تو "ہماری نظر میں" جو کچھ لکھا گیا وہ ایک ایسا سبق ہے جس سے مُبتدی اور مُنتہی حضرات اپنے اپنے درجے میں بہرہ اندوز ہو سکتے ہیں۔

۷۶ کتابوں پر جن میں سے بعض دینی (تفسیر' حدیث اور فقہ) مباحث کے متعلق' اور سوانح کے متعلق اور بعض ادب اور شاعری کے متعلق ہیں' ان سارے دائروں میں مواد اور نظریات اور اصطلاحات' فرقہ وارانہ قضیوں' بدعات اور فرنگیات وغیرہ کے متعلق کتابوں کے حوالوں اور

اسناد کی ساتھ بحثیں کرنا اور اسی طرح ادبیات اور شاعری میں حسن و قبح کی چھانٹ پرکھ کے لئے لسانی یا محاوراتی یا فنی تجزیہ کرنا اور اساتذہ کے نظائر پیش کرنا' یہ ساری متاعِ نظیف و لطیف اس کتاب میں اتنی ہے کہ ترجمان کے تعارفی انداز کے مختصر تبصروں میں اس کی جھلک پیش کرنا ممکن نہیں۔ مختلف انحراف پسند مصنفین کی ایسی ایسی باتوں پر میں نے نشان لگایا ہے جو کسی مسلمان کی طرف سے سامنے آنے پر سر چکرا جاتا ہے۔ سوشلزم' عورت' تصویر' نظریۂ ارتقا' تصوّف' سلاطین کی خُوشنودی کے لئے ہاتھ کے ہاتھ حدیثیں گھڑنے والوں اور دوسرے بے شمار مسائل پر ماہر صاحب کے قلم سے پُھوٹتی کونپلیں --- میں کیسے بیان کروں۔

البتہ اتنا ضرور بیان کر دوں گا کہ اس کتاب میں سب سے زیادہ پُر زور اور شاندار تبصرہ جوش ملیح آبادی کی کتاب "یادوں کی بارات" پر ہے۔ جوش صاحب کی زندگی' شاعری' ان کی دلچسپیوں اور ان کے تضادات اور غلط بیانیوں کا وہ نقشہ کھینچا ہے کہ مولانا عبدالماجد دریا بادی جو کسی وجہ سے ماہر صاحب سے برسوں سے ناراض تھے انہوں نے لکھا کہ "جو شخص ایسا تبصرہ لکھ سکتا ہے اس کے سات خون معاف کئے جا سکتے ہیں۔"

فاضل مؤلف کا بڑا احسان ہے کہ انہوں نے ماہر القادری صاحب کی علمی اور ادبی خدمات کا ریکارڈ بطور کُتب اشاعت میں لا کر محفوظ کرنے کے لئے سلسلۂ مطبوعات شروع کر رکھا۔ "ہماری نظر میں" کے زیرِ عنوان ماہر صاحب نے ۳۰ سال میں جو کچھ لکھا ہے وہ ایک جلد میں نہیں سما سکتا۔ مختلف ادوار کے ۶۷ منتخب تبصروں کو پہلی جلد کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ مؤلف نے بڑی ذمّہ داری یہ کہہ کر قارئین پر ڈالی ہے کہ اگر اس "جلد" کا خیر مقدم حوصلہ افزا طریق سے کیا گیا تو وہ بقیہ جلدیں بھی یکے بعد دیگرے پیش کر دیں گے۔

میرا خیال ہے کہ دنیائے علم و ادب اور طلبائے نقد و نظر کے لئے یہ ایسا گراں قدر تحفہ ہے کہ اہلِ ذوق کو اس کے لئے اپنے دلوں کے دامن پھیلا دینے چاہئیں۔

وفودِ عرب بارگاہِ نبویؐ میں : مؤلف : طالب الہاشمی۔ ناشر: شفیق الاسلام فاروقی' حرا پبلی کیشنز' فضل الٰہی مارکیٹ اردو بازار لاہور۔ اچھی طباعت اور مجلّٰی جلد بندی۔ ۲۹۶ صفحات - قیمت ۶۰ روپے۔

یہ کتاب سیرتِ پاکؐ ہی کے ایک باب کو پیش کرتی ہے۔ اس کے مؤلف جناب طالب الہاشمی سیرت نگاروں کی دنیا میں جانے پہچانے ہیں۔ خاص طور پر سیر صحابہؓ کے دائرے میں خامہ

فرمائی کرنے والوں میں ان کو گلِ سرسبد کہا جا سکتا ہے۔

اس سے پہلے درجنوں کتابیں شمع رسالتؐ کے پروانوں کی سیرت پر تالیف کر کے داد و تحسین حاصل کر چکے ہیں ـــ "وفودِ عرب بارگاہِ نبویؐ میں" ان کی تازہ اور اپنی نوعیت کی بہترین تالیف ہے۔

۵ ہجری میں رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں وفود کی آمد کا سلسلہ شروع ہوا اور وفات سے چار ماہ یا بروایتِ دیگر چالیس روز پہلے تک جاری رہا۔ ۹ ہجری میں تو اتنی بہتات اور کثرت سے وفود آئے کہ اس سال کا تو نام ہی "عامُ الوفود" پڑ گیا۔

یہ وفود عرب کے کونے کونے' گوشے گوشے سے مختلف قبائل اور علاقوں سے آئے اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان کی مختلف النوع تعلیمات اور برکات سے مالا مال ہو کر واپس ہوئے۔ کچھ وفود اسلام کی انمول نعمت سے شاد کام ہونے کے لئے آتے اور کچھ احکامِ اسلامی کی تعلیم کے حصول کے لئے آتے۔ یہ لوگ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکیمانہ تبلیغی انداز اور آپؐ کے حسنِ اخلاق سے اتنے متاثر ہوئے کہ پھر ہمیشہ کے لئے آپ کے گرویدہ ہو گئے۔ بعض وفود محض آپ کی زیارت و بیعت سے مشرّف ہونے کے لئے آتے۔

وفود میں آنے والے لوگوں نے واپس اپنے قبائل اور علاقوں میں جا کر تبلیغ دین کا فریضہ نہایت خوش اسلوبی اور بڑے جوش و جذبہ اور سرگرمی سے انجام دیا۔ یہاں تک کہ اقلیم ریاست ۱۲ لاکھ مربع میل تک وسیع ہو گئی۔ اسلامی معاشرہ مضبوط ہوا اور دشمن طاقتوں کو مسلسل شکستیں ہوتی چلی گئیں۔ ہاشمی صاحب کا اندازِ بیان دلنشین' سلیس اور نفیس ہے (ع۔ و)

"سیرتِ احمدِ مجتبیٰؐ" ـــ جلد دوم : از جناب شاہ مصباح الدین شکیل۔ ناشر: پاکستان اسٹیٹ آئیل کمپنی لمیٹڈ۔ داؤد سینٹر' مولوی تمیز خاں روڈ' کراچی۔ دبیز سفید کاغذ' طباعت اعلیٰ (کتابت قدرے جلی ہے) نہایت مضبوط اور رنگین گرد پوش (پلاسٹک کے کور) سے مزیّن' ۵۵۲ صفحات' نقشوں اور تصاویر سے مزیّن' قیمت درج نہیں۔

سٹیٹ آئیل کا تیل تو آپ دیکھتے ہی ہیں' اس تیل کی دھار یہ گراں قدر تالیف ہے۔ کاروبار کرنے والے ادارے بہت' مگر ایسے ادارے شاذ جو دنیا کے لئے بھی کمائی کریں اور آخرت کے لئے بھی۔ تیل قوم کی مادی زندگی سے متعلق ہے' سیرتِ احمد مجتبیٰؐ ایمانی زندگی کے

لئے غذا ہے۔ راقم ناچیز تو سٹیٹ آئیل کی اس خدمت اور سید مصباح الدین شکیل صاحب کے قلم کی گلفروشیوں سے پہلے دن ہی شدید طور پر متاثر ہوا۔ اب سیرت کے اس پیارے کام کی جو بھی نئی کڑی سامنے آتی ہے باولِ نظر دل موہ لیتی ہے۔

پہلی جلد کا عنوان تھا " ظہورِ قدسی سے قباء تک " اور اب اس دوسری جلد کی لوح پیشانی پر درج ہے "قباء سے واقعہ اِفک تک" تقسیم ادوار کی یہ ایک نئی صورت ہے۔ دونوں جلدوں کے مقررہ دور سے متعلق تمام واقعات و احوال کو خوبصورت زبان میں' ادبی چاشنی کے ساتھ' پھر ذیلی عنوانات کے لئے بالعموم نہایت موزوں مصرعوں کا استعمال جو حسن ذوق کا گواہ ہے۔ مثلاً اس دوسری جلد میں اس وقت میرے سامنے ص ۴۶ ہے۔ یہاں ذکر ہے۔ مکّہ سے ہجرت کر کے آنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کے بیٹھنے کا'جس کے بہ اختیارِ خود بیٹھنے میں الہامی رہنمائی اور معجزے کا رنگ شامل تھا۔ (ارشادِ رسالتؐ: "اس کی مہار چھوڑ دو' یہ پابندِ حکم کی گئی ہے۔") اس قصّے کا عنوان شکیل صاحب نے یہ لگایا ہے۔ "آئی صدائے جبرئیل' تیرا مقام ہے یہی" یہاں اونٹنی کی نشست کی طرح مصرع کی نشست بھی کیسی موزوں ہے؟ یا مثلاً ص ۴۱۹ پر ہے" بے تاب نہ ہو' معرکۂ بیم ورجا دیکھ" یا ص ۳۴۴ پر ہے "دنیا میں بھی میزان' قیامت میں بھی میزان"۔

واقعات کے ساتھ ضروری اسماء' حوالے' اختلافات اور دلائل بھی مختصراً بیان کئے گئے ہیں۔

پہلی جلد کو اہلِ نظر نے پاکستان اور بیرون پاکستان میں جس ذوق و شوق سے اس کتاب کا خیر مقدم کیا ہے۔ اس کا کچھ اندازہ ان تبصروں اور ایوارڈوں سے کیا جا سکتا ہے۔ جو جلد دوم میں مذکور ہیں۔

پیش لفظ جناب میاں محمد فرید منیجنگ ڈائریکٹر پاکستان اسٹیٹ آئل کمپنی لمیٹڈ (پاکستان) نے لکھا ہے۔

ہم جہاں یہ دعا کرتے ہیں کہ خداوند کریم سیرتِ احمدِؐ مجتبیٰ کو قبولیتِ عامہ کے اعلیٰ مقام پر پہنچائے اور اس کے مطالعہ سے نوجوانوں اور تمام افرادِ قوم کی زندگیاں سنوریں وہاں ہماری دعا یہ بھی ہے کہ پاکستان اسٹیٹ آئیل کمپنی اور اس کے منیجنگ ڈائریکٹر میاں محمد فرید صاحب اور فاضل سیرت نگار شاہ مصباح الدین شکیل اور اس کام میں حصہ لینے والے تمام خوش قسمت اصحاب کو اپنی رحمت بے پایاں سے بہرہ مند کرے۔

اقبالؒ کا ذہنی و فنی ارتقا: ڈاکٹر پروفیسر عبدالمغنی (پٹنہ۔ بھارت)۔ ناشر: انجمنِ ترقی اردو (ہند) نئی دہلی (پتہ کتب خانہ اردو بھون۔ سقف ۲۔چوہٹہ۔پٹنہ ۴۰۰۰۰۔ ۸۰۰ (بھارت)

ڈاکٹر عبدالمغنی اردو تنقید کے دائرے میں اتنا بڑا مرتبہ رکھتے ہیں اور اتنا کام کر چکے ہیں کہ جی چاہتا ہے کہ' کوئی شخص خود ان کے کام پر تفصیلی تحقیقی مقالہ (یا کتاب) تیار کرے۔

ڈاکٹر صاحب کا بہت بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انگریزی لٹریچر اور ادبی نظریات پر عبور رکھنے کے باوجود اپنے تصوّرات و اقدار کو سلامت رکھ کر سوچتے ہیں اور جدیدی طبقوں کی کمزوریوں سے ماہرانہ آگاہی رکھتے ہیں۔ انہوں نے اردو ادب پر مغربی تسلط کو توڑنے کے لئے اس طرح کام کیا ہے جیسے کوئی طاقت اپنے ملک و وطن کو کسی غلام ساز طاقت سے آزاد کراتی ہے۔

بدقسمتی سے مغربی نظریات کی پالکیاں اٹھانے والے معزز کہاروں نے اقبالؒ کو خاص طور پر ہدف بنائے رکھا' کیونکہ اقبالؒ تو مغرب سے بغاوت کرنے میں "اوّل المجاہدین" کا مقام رکھتا ہے۔

مثلاً اسی مسئلے کو لیجئے کہ اقبالؒ کے کام کو جن تین ادوار میں تقسیم کیا گیا۔ ان میں سے پہلے کو یا پہلے اور دوسرے کو فن کا آئینہ دار قرار دیا گیا اور بعد کے سارے کلام کو فکر کا آئینہ دار۔ یعنی بعد کے اہم ترین دورِ اقبالؒ کو فنی لحاظ سے کمزور شمار کر کے گویا لوگوں کی توجہ ابتدائی حصے پر مذکور کرانے کی کوشش کی جاتی ہے' کیونکہ فکر یا پیغام سے ان حضرات کی جان جاتی ہے۔

جناب عبدالمغنی نے یہ ثابت کیا ہے کہ اقبالؒ کی فکر اور اس کا پیام نہ صرف بانگِ درا (یا بانگِ درا اور بالِ جبریل) میں نمایاں طور پر موجود ہے۔ بلکہ بعد کے ادوار میں جسے تم فکر کا دور کہتے ہو اس میں اقبالؒ کا فن اپنے معیار پر قائم ہے' بلکہ ارتقاء کرتا رہا ہے۔ کیا خوب لکھا ہے کہ:-

> "بانگِ درا ظاہر ہے کہ منزلِ مقصود کی طرف روانگی کا اعلان ہے۔ منزل کی طرف سفر تو ۱۹۰۱ء کے آس پاس ہی سے شروع ہو گیا تھا اور راستے کے نشانات بھی واضح تھے۔ ساری کاوشیں ایک معیّن رخ پر سفر کی رفتار تیز کر کے مقررہ منزل تک پہنچنے کی کرنی تھیں۔ اور مغرب کی ہواؤں نے بس مہمیز کا کام کیا جس کے بعد بالِ جبریل سے پرواز کا مرحلہ آیا اور آگے بڑھ کر ضربِ کلیم سے بھی کام لینا پڑا' یہاں تک کہ ارمغانِ حجاز کے سامان بہم ہو گئے۔ (ص ۲۳)

گویا "بحرفے می تواں گفتن تمنائے جہانے را" چند الفاظ میں اقبالؒ کی فکر و فن کی مکمل تصویر تیار ہو گئی۔ پھر عبدالمغنی صاحب ابتدائی دور اور بعد کے ادوار سے تخلیقات کی مثالیں لے لے کر اور ان کی وضاحتیں کر کر کے اس حقیقت کو منواتے ہیں کہ :۔

"ابتدائی اشعار میں بھی بے ساختگی' برجستگی' شستگی اور رفتگی ہے' جو آئندہ اشعار کی بڑھتی ہوئی سنجیدگی' عمدگی اور بالیدگی میں بھی برقرار رہتی ہے" (ص ۴۴)

زیادہ تفصیل میں جانا مشکل ہے۔ اپنے ان دعوؤں کے ثبوت میں وہ ابتدائی دور کے کلام کے بہت سے اجزاء بھی لا کر دکھاتے ہیں کہ فن کے ساتھ فکر شامل ہے۔ پھر وہ بعد کے ادوار کی نظموں اور اشعار کو سامنے لا کر دکھا دیتے ہیں کہ فکر کی وجہ سے جو غلو بعد کے کلام میں ہے۔ اس کے ساتھ فنّی جمال میں بھی کمی نہیں آئی۔

پھر عبدالمغنی صاحب (شاید انگریزی ادب کے استاد ہونے کی وجہ سے) تشریح ایسی خوبی سے کرتے ہیں کہ جن چیزوں کو لوگ چھپائے رکھنا چاہتے ہیں وہ انہیں کھول دیتے ہیں اور جہاں کہیں مفہوم کو غلط رخ دیا گیا ہو' وہاں سیاق و سباق اور دوسری متوازی نظموں کے عناصر کو شہادت میں لا کر رُخ درست کرتے ہیں اور اس طرح دعوے اور بحث کی ڈور مقابل کے ہاتھ سے چھین کر اسے نہتّا کر دیتے ہیں۔

افسوس کہ میں زیادہ لکھنے کا موقع نہیں رکھتا۔ بس قارئین سے یہ کہوں گا کہ اقبالؒ کو جدیدیوں اور سوشلسٹوں کے حملوں سے جتنی بھی جراحتیں آتی تھیں' عبدالمغنی نے ان کا درماں کر دیا ہے۔ اقبالؒ کے متعلق ان کی متعدد تفصیلی کتب آچکی ہیں' انہیں پڑھیئے اور اقبالؒ کو نئے سرے سے سمجھئے۔

تصوّف اور اہلِ تصوّف : از مولینا سیّد احمد عروج قادریؒ۔ مرتب ڈاکٹر رضی الاسلام ندوی۔ ناشر: مرکزی مکتبۂ اسلامی' ۱۳۵۳' چتلی قبر' دہلی نمبر ۶ (بھارت)۔ کاغذ' طباعت مناسب۔ سرورق رنگین۔ صفحات ۳۷۵۔ قیمت ۴۰ روپے۔

پہلا مختصر جملہ تو میں یہ کہوں گا کہ اپنے موضوع پر بہت اچھی کتاب ہے اور مصنّف مرحوم کے فکری و تخلیقی ذوق کی وجہ سے اس کی بحثیں بڑی متوازن اور سوچنے کی نئی راہیں کھولنے والی ہیں۔

قادری صاحب رحمتہ اللہ اچھے عالم، گہرا اور وسیع مطالعہ کرنے والے اور مسائل کا باریکی سے تجزیہ کر کے نتائج نکالنے کے ماہر تھے۔

تصوّف کے متعلق دو انتہا پسندانہ ذہن ہیں۔ ایک تو تصوّف کا خیال آتے ہی "لب بہ بند و چشم بند و گوش بند" کی راہ کا سالک بن جاتا ہے۔ دوسرا تصوّف کا نام آتے ہی اس کے متعلق اپنے کان ضرور بند کر لیتا ہے اور زبان سے کچھ مخالفانہ جملے کہہ دیتا ہے۔

عروج صاحب نے دونوں ذہنوں کے لئے ایک درمیانی راستہ نکالا ہے۔ عروج صاحب نے یہ دکھایا ہے کہ تصوّف کی ایک نوعیت وہ ہے جو دراصل تزکیۂ نفس کا ایک نیا نام ہے۔ اس کا مقصد اسلام کے قلب کو قلبِ سلیم بنانا، نیت میں اخلاص پیدا کرنا، توجہات کا اصل مرکز خدا کو بنانا، غیر اللہ کے برپا کردہ ادیان، عقائد، نظاموں، رسوم، شعائر وغیرہ سے اپنا تحفّظ کرنا ہے۔ مزید یہ کہ خدا کی عبادت یا بندوں کی خدمت کے کاموں کو ریا سے بچانا، نیز ذکر، فکر، توکّل، صبر، قناعت، رضا وغیرہ خوبیوں کا اپنے اندر پیدا کرنا ہے۔

دنیا پرستی، جاہ پرستی اور قوّت پرستی بلکہ عقل پرستی کے اُبھار نے تصوّف کے رجحان کو اولاً پُر زور بنایا۔ بہرحال ایک طریقِ کار یا رجحان نے زور پکڑا تو اس کی اصطلاحات بھی وجود میں آنے لگیں۔ علاوہ بریں عجمی تصوّرات اور ہندی فکریات و معمولات نے بھی تصوّف میں راستہ بنایا۔ خصوصاً وحدت الوجود اور وحدت الشہود اور فنافی اللہ اور فنافی الشیخ وغیرہ قسم کے فلسفیانہ شگوفے بھی بہار دکھانے لگے۔ مولینا عروج قادری کے مباحث سے ہٹ کر یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ کاروباری تصوّف کا بھی ایک خاص نہج بنا۔

مولینا عروج قادری صاحب نے بڑا اہم کام یہ کیا ہے کہ ابتدائی باتوں کے بعد اکابر صُوفیا کو لیا ہے، مثلاً امام قشیری، شیخ عبدالقادر جیلانی، شیخ عبدالحق محدّث دہلوی۔ ان کے خیالات کا تحریری ریکارڈ ان کے خطوط سے حاصل کیا ہے۔ پھر یہ دکھایا کہ کس طرح اصل ائمہ تصوّف پابندِ شریعت اور طالبانِ اقامتِ دین تھے۔

پھر غیر اسلامی تصوّف کا باب ہے۔ جس میں دکھایا گیا کہ کس طرح سادہ و صافی تصوّف میں آمیزشیں شروع ہو گئیں۔ اس سلسلے میں تصوّف کی ۶ قدیم عربی کتب پر کلام کیا گیا ہے۔ پھر مختلف مباحث جو لوگوں میں پیدا ہوئے وہ مذکور ہیں۔ مثلاً ذات و صفات کے فلسفیانہ مباحث، مومن و کافر کے درمیان امتیاز غلط ہے۔ (عروج صاحب نے قرآن کی آیات پیش کی ہیں) ایک بحث علمِ سینہ و سفینہ کی ہے۔ اہلِ تصوّف کا واقعہ، موسیٰؑ و خضرؑ سے استنباط وغیرہ۔

پھر عروج رحمتہ اللہ نے بڑا کام یہ کیا ہے کہ تصوّف کی خاص خاص اہم کتابوں (تعداد ۱۷) پر تبصرہ کرتے ہوئے کھوٹا کھرا بالکل نتھار دیا ہے۔ صرف اس حصے کے مطالعے سے ایک درست فکر مخلص آدمی اہلِ تصوّف کی ہر کجی کو جان سکتا ہے۔

اس موضوع پر دو ایک کتابیں پچھلے دنوں دیکھیں مگر یہ کتاب زیادہ محنت اور ژرف نگاہی سے عام فہم طرز پر لکھی گئی ہے۔

مقبوضہ کشمیر کے ٹارچر سیل۔ مرتبہ محمد صغیر قمر۔ ناشر البدر پبلی کیشنز۔ ۲۳ راحت مارکیٹ اردو بازار لاہور۔ صفحات ۱۲۸۔ قیمت ۲۱ روپے۔

اس کتاب کے شروع میں میری ہی ایک نظم درج ہے جس کا ایک شعر اس کتاب کے موضوع کو خوب نمایاں کرتا ہے۔

اس جَور کو سب نے دیکھ لیا جو تم نے سرِبازار کیا
اس ظلم کو دنیا کیا جانے جو تم نے پسِ دیوار کیا

مقبوضہ کشمیر کی انسانی آبادی اس وقت عفریتوں' بہائم اور روبوٹوں کے گھیرے میں ہے' وہ بے رحمی سے قتل و غارت کا بازار گرم کرتے ہیں' مکانوں' دکانوں اور انسانوں کو سپردِ آتش کرتے ہیں' خواتین کے نوامیس پر اجتماعی حملے کرتے ہیں' بے گناہوں کو یونہی گولی مار دیتے ہیں۔

اس کتاب میں ان نوجوانوں کے اپنے بیانات درج ہیں جو بھارتی عقوبت خانوں کے جہنمی حالات کو خود بُھگت کر آئے ہیں اور جنہوں نے بہت سے دوسرے حرّیت پسندوں کو شکنجوں میں کسے دیکھا ہے۔ ان آپ بیتیوں میں بالعموم شروع سے آخر تک بہت سے جزئیات تک کو بیان کر دیا گیا ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے بھارت کا متعصب اور مسلم دشمن ہندو کیسے درندہ مزاج سیکولرازم کا علمبردار بنا ہے' اور ہندو ذہنیت کی ناگن اپنے دانتوں میں انسانیت کش نفرت کا کیسا خوفناک زہر لئے ہوئے ہے۔

کاش کہ ان آپ بیتیوں کو فلم بند کر کے ایک بڑے پیمانے کی عالمی عدالتِ ضمیر کے سامنے شہادت کے طور پر لایا جا سکتا اور اسی طرح دوسری تمام دستاویزات اور بیانات اور کارروائیوں کو بھی۔ مگر ابھی مسلمانوں کو جاگنے اور ان کی تخلیقی صلاحیتوں کو کام کرنے میں شاید وقت لگے گا۔ ابھی بھارت اور اسرائیل کے آدم خوروں کو ہمارا مزید خون پینا ہے۔ کتاب میں ٹارچر سیلوں کی فہرست دی گئی ہے۔ اور ان کا کچھ تعارف کرا دیا گیا ہے۔